# علم اور تزکیہ نفس

# *Knowledge and Self-Purification*

***Hafiz Muhammad Suleman***

*Research Scholar, Islamic Study Deptt, NUML, Islamabad*

*Email: hmsulemansalam@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0001-8802-3079*

***Hafiz Muhammad Safeer Khan***

*Lecturer, Islamiyat, Murree*

*Email: Safeerkhan5486@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0001-5153-3024*

## ABSTRACT:

The development and prosperity of any country and nation depends on education. In the country and nation where education is given importance, they always rule over the people and their hearts in life. Knowledge has also been given much importance in Islam, because one of the perfections of knowledge is that it brings man out of the darkness of ignorance and misguidance and brings him to the light of knowledge and awareness and gives consciousness to the human race. And when man is distinguished by this, he drives towards insane successes.

***Keywords***: *Knowledge, importance, purification, self, sharia status*

علم، اہمیت، تزکیہ، نفس، شرعی حیثیت

کسی بھی ملک و قوم کی ترقی و خوشحالی کا دارومدار تعلیم پر ہی ہوتا ہے، جس ملک و قوم میں تعلیم کو اہمیت دی جاتی ہے وہ ہمیشہ زندگی میں لوگوں پر اور ان کے دلوں پہ راج کیا کرتے ہیں۔ اسلام میں بھی علم کو بہت اہمیت دی گئی ہے، کیونکہ علم کے کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے کہ انسان کو جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر علم وآگاہی کی روشنی میں لاتا ہے اور بنی آدم کو شعور و فہم بخشتا ہے، اور انسان کو جب یہ تمیز ہو جاتی ہے تو دیوانہ وار کامیابیوں کی طرف لپکتا ہے۔

اسلام میں حصول علم کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں سب سے پہلے پڑھنے، علم اور کتابت سے اپنے کلام کا آغاز کیا ہے۔ کیونکہ علم انسان کو سعادت و تکامل کا راستہ بتاتا ہے اور اسے قوی و توانا بنا دیتا ہے تاکہ وہ اپنے مستقبل کو اپنی خواہشات کے مطابق بہتر بنا سکے۔

تزکیہ کی ضرورت واہمیت انسانی تاریخ کے ہر دور میں محسوس کی گئی اس کی اہمیت کیلئے یہ ہی کافی ہے کہ اسلام نے انسان کی فلاح وکامیابی تزکیہ کو قرار دیا۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سب سے پہلے حصولِ علم ہے جب تک علم نہ ہوگا تب تک انسان کی روح میں تزکیہ پیدا نہ ہوگا دراصل تقوی کا دوسرا نام حسن اخلاق اور تزکیہ ہے۔

زیر نظر مقالہ میں علم کی اہمیت اور تزکیہ نفس کی فضیلت اور اہمیت کے حوالہ سے گفتگو کی گئی ہے علم اور تزکیہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

## علم کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

### علم کا لغوی مفہوم

قال ابن فارس: العين واللام والميم أصل صحيح واحد يدل على أثر بالشئ يتميز بها عن غيره.(١)

ابن فارس کا بیان ہے کہ علم (ع ل م) ایک اصل صحیح ہے جو ایک ایسے (نشان) علامت کو بتلائے جو دوسرے سے ممتاز کر دے جبکہ ابن منظور نے علم کو جہل کا الٹ (نقیض) بتلایا ہے۔

قال ابن منظور: "العلم نقيض الجهل"(٢)

علم جہل کی ضد ہے۔

صاحب منجد فرماتے ہیں:

العلم: حقیقت شیٔ کا ادراک, یقین و معرفت جمع علوم ھے۔(3)

دیب الحضروی فرماتے ہیں:

علم: Knowledge , Science(4)

مولانا وحید الزمان قاسمی فرماتے ہیں:

"ادراک حقیقت, واقفیت, علم جہل کی ضد ہے"۔(5)

ڈاکٹر روحی البعلبکی فرماتے ہیں:

علم کہتے ہیں:

Science ; knowledge , learning , lore , information , Scholarship , education , cognizance , awareness , acquaintance , familiarity , cognition , Perception.(6)

علم کہتے ہیں ان معلومات و حقائق کو جو آپ کے ذہن میں کسی چیز کے بارے میں پائے جاتے ہوں۔

اوکسفرڈ ڈکشنری میں علم کی تعریف:

Knowledge; information or facts that you have in your mind about sth.(7)

صاحب فیروز اللغات فرماتے ھیں:

"علم، دانش، دانائی، واقفیت اور آگاہی کو کہا جاتا ہے"۔(8)

## علم کا اصطلاحی مفہوم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

" هو ما قام عليه الدليل " (٩)

جو کسی دلیل کیساتھ قائم ہو۔

امام جرجانی فرماتے ہیں:

" العلم هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع " (١٠)

علم وہ پکا یقین ہے جو حقیقت کے مطابق ہو۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

" العلم هو معرفة الشئ على ما هو به " (١١)

" علم کسی چیز کے جاننے کا نام ہے جس پر وہ قائم ہے "۔

مناوی فرماتے ہیں:

العلم: هو صفة توجب تمييزاً لا يحتمل النقيض أو هوحصول صورة الشئ فى العقل.(١٢)

علم وہ صفت ہے جو کہ واجب قرار دیتی ہے پہچان کو جس میں اسکا کوئی ثانی نہ ہو یا وہ چیز جس کی شکل و صورت ذہن میں آجائے۔

علم کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ علم کسی چیز کی حقیقت اور معرفت کے جاننے کا نام ہے جو کسی چیز کے بارے میں انسان کے فہم وادراک کو واضح کرے اور جس سے انسانی ذہن میں ایک واضح نقشہ اور صورت بیٹھ جائے۔

## علم کی اہمیت

علم ہی انسان کو شرف انسانیت بخشتا ہے علم ہی نے انسان کو مسجود ملائکہ بنایا جب امام اعظم جناب محمد ﷺ پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا. وہ لفظ جو دنیا نے سنا بظاہر کیسی حیرت انگیز بات ہے وہ "اقْرَا" تھا یعنی

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ * خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ * اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ * الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ * عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾(١٣)

"اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، وہ ذات جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"۔

عبدالرزاق ملیح آبادی فرماتے ہیں:

"اسلام کا اولین اعلان اور یہ اعلان انسانی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ھے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ تمام انسانوں کو اس پر زیادہ سے زیادہ فخر کرنا چاہئے۔(14)

نبی کریم ﷺ کیلئے قرآن مجید میں صفت معلمی کو بیان کیا گیا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾(١٥)

" بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا وہ انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إن الله لم يبعثنى مُعَنِّفاً ولكن بَعَثَنِي مُعَلِّماً مُيَسِّراً)).(١٦)

" بیشک مجھے اللہ تعالی نے (لوگوں کو) جھڑکنے والا بنا کر مبعوث نہیں فرمایا بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے"۔

اللہ تبارک و تعالی نے علم کو فضل قرار دیا اور علم کو اپنا احسان بتایا انبیاء و رسل پر تو اللہ نے اپنی اس نعمت کا ذکر اپنے آخری نبی ﷺ پر کیا۔(17)

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾.(١٨)

اور اللہ نے آپ پر یہ کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو وہ کچھ سکھایا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے۔

قرآن حکیم میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو خود اللہ مالک الملک نے صرف ایک چیز کی زیادتی /بڑھوتری کیلئے حکم دیا اور وہ چیز "علم" ہے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾(۱۹)

"اور اے پیغمبر ﷺ کہو! اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

"واستدل بالآية على فضل العلم حيث أمر بطلب زيادته وذكر بعضهم أنه ما أمر بطلب الزيادة فى شئ إلا العلم".(۲۰)

"اس آیت سے علم کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کو علم کے اضافہ کا حکم دیا گیا"۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"فلو كان شئ أشرف من العلم لأمر الله تعالى نبيه أن يسأله المزيد فيه كما أمر أن يستزيده من العلم".(۲۱)

"اگر کوئی چیز علم سے زیادہ فضیلت والی ہوتی تو اللہ تعالی اپنے نبی کو اس کا حکم دیتے کہ اس کا مزید سوال کریں جیسا کہ حکم دیا کہ علم کے اضافہ کا سوال کریں"۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكفى بهذا شرفاً للعلم أن أمر نبيه أن يسأله من المزيد منه.(۲۲)

"اور یہ شرف علم کیلئے ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو علم میں اضافہ کے سوال کا حکم دیا"۔

شیخ سلیم بن عید الھلالی فرماتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ وہ اللہ تعالی سے علم میں اضافے کیلئے دعا کرتے رہیں کہ "اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما" اس سے علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو صرف علم میں اضافہ کیلئے دعا کرنے کا حکم فرمایا, کسی اور چیز میں اضافے کیلئے دعا کرنے کا حکم نہیں فرمایا نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ علم کا منبع اور سرچشمہ اللہ کی ذات ہے انبیاء علیہم السلام بھی اسی سے علم سیکھتے رہے اور اسکے لیے دعائیں کرتے رہے۔(۲۳)

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ﴾(۲٤)

"اللہ نے گواہی دی ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں فرشتوں اور اہل علم نے بھی (گواہی دی ہے) درآں حالیکہ وہ انصاف کیساتھ قائم ہے"۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

وهذه خصوصية عظيمة للعلماء في هذا المقام.(٢٥)

یہاں سے علماء کی بہت بڑی خصوصیت کا پتہ چلتا ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

في هذه الآية دليل على فضل العلم وشرف العلماء فانه لو كان أحد اشرف من العلماء لقرنهم الله باسمه واسم ملائكته كما قرن العلماء.(٢٦)

"اس آیت میں علم اور علماء کی فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ اگر علماء سے زیادہ کوئی فضیلت والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہاں اپنے نام اور فرشتوں کے ساتھ اس کا ذکر کرتا جیسا کہ یہاں علماء کا ذکر کیا گیا ہے"۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

فانظر كيف بدأ سبحانه وتعالى بنفسه وثنى بالملائكة وثلث باهل العلم وناهيك بهذا شرفاً وفضلاً وجلاءً ونبلا.(٢٧)

"پس دیکھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیسے اپنی ذات سے شہادت کی ابتداء کی دوسری بار فرشتوں کا ذکر کیا اور تیسری بار اہل علم کا ذکر کیا اور شرف و فضل اور بزرگی و اصالت کیلئے اتنا کافی ہے"۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں:

"تو کیا اللہ نے "یعنی مال و دولت والوں کا ذکر کیا ہے؟ نہیں بلکہ اسکی جگہ یہ الفاظ "واولو العلم "یعنی علم والے۔(٢٨)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾.(٢٩)

کہہ دیجیے! کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مرزوق بن سلیم الیوبی فرماتے ہیں:

فالله سبحانه وتعالى نفى التسوية بين أهل العلم وغيرهم وما ذلك إلا لفضل العلم.(٣٠)

"پس اللہ تعالیٰ نے اہل علم اور ان کے علاوہ (بغیر علم والے) کے درمیان برابری کی نفی کر دی ہے اور یہ فضیلت انکو علم کیوجہ سے ہے"۔

ذیل میں چند احادیث درج ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے علم کی اہمیت وفضیلت کو خوب بیان کیا ہے۔

**حصول علم کا راستہ جنت کا راستہ ہے:**

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا !

((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَبْتَغِى فِيْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَه طَرِيْقاً إِلَى الجَنَة وَانَّ المِلاَئِكَةَ لَتضَعُ أَجْنِحَتِهَا لِطَالِبِ العِلمِ رِضَا بِمَا يَصْنَعُ وَانَ العَالم لِيَستغفِر لَهُ مَنْ فِى السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِى الأَرضِ حَتى الحِيْتَانَ فِى المَاءِ وَفَضل العَالم عَلى العَابِد كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلى سَائِرِ الكَوَاكِب وانَ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأنبِيَاء وان الانبياء لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَاراً وَلَا دِرْهَماً وَانمَا ورثوا العِلمَ فَمَنْ أَخَذَهُ اخذ بحظ وَافِرٍ )).(۳۱)

" جو شخص حصول علم کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل سے خوش ہو کر اسکے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور آسمان و زمین کی ہر چیز حتی کہ مچھلیاں پانی میں عالم کیلئے مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چاند کی فضیلت باقی تمام سیاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں بے شک انبیاء علیہم السلام دینار اور درہم کے وارث نہیں بناتے وہ تو صرف علم کے وارث بناتے ہیں پس جس نے اسے حاصل کر لیا تو اس نے ایک بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا"۔

**عالم کی فضیلت عابد پر:**

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كفضْلى على أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ وَمَلاَئِكَتَهُ وَأَهْل السماواتِ والأرض حتى النَمْلَةَ فِى جُحْرِهَا وحَتى الحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلَى مُعَلِّمى الناس الخير)).(۳۲)

" عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنی آدمی پر ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! بے شک اللہ تعالی اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کے رہنے والے حتی کہ چیونٹی اپنی بل میں اور مچھلی پانی میں یہ سب لوگوں کو بھلائی سکھانے والوں کیلئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں"۔

**علم اللہ کی رحمت :**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا :

((اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْر الله تعالى ومَا وَالاَهُ وَ عَالِماً أَوْ مُتَعَلِّماً)).(۳۳)

" دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر اور جو اس کے متعلق ہے (یعنی اللہ کی اطاعت کے ) اور عالم یا طالب علم کے "۔

**علم پر رشک کرنا:**

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ على هَلَكَتِه فى الحَقِ و رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الحِكمَةَ فَهُوَ يقضِى بِهَا وَ يُعلمها)).(٣٤)

"صرف دو آدمی قابل رشک ہیں: ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا فرمایا اور اسے راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے حکمت عطا فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے اور اسے دوسروں کو بھی سکھاتا ہے"۔

**علم کے ختم ہونے کا نقصان:**

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ ويُقْبَضُ العِلْمُ وتَظْهَرُ الفِتَنُ وَ يُلْقى الشُّحُّ و يَكثُرُ الهَرَجُ قَالُوا: وَمَا الهَرَجُ ؟ قَال: اَلقَتْلُ)).(٣٥)

"قیامت کے قریب وقت سکڑ جائے گا علم اٹھا لیا جائے گا فتنے ظاہر ہونگے (لوگوں کے دلوں میں) خود غرضی پیدا کر دی جائے گی اور ہرج عام ہو جائے گا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قتل"۔

**طلبہ کو مرحبا کہنا:**

ابو درداء جب طالب علموں کو دیکھتے تو انہیں خوش آمدید کہتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے یہی وصیت کی ہے"۔(٣٦)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(( أُغْد عالِماً أَو مُتَعَلِّماً و لَا تَغْدُ بَيْنَ ذلك))(٣٧)

"تم عالم بنو یا طالب علم اس کے درمیان مت رہو"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((يَا كُمَيل! اَلعِلمُ خَيرٌ مِنَ المَالِ اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَأَنْتَ تَحْرُسُ المالَ والعِلمُ حَاكِمٌ وَالمَالُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ والمالُ تُنْقِصُهُ النَفَقَةُ والعِلمُ يزكو بالانفاق)).(٣٨)

"اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے"۔

ان تمام آیات واحادیث اور آثار کا حاصل کلام یہ ہے کہ

علم انبیاء علیہم السلام کی وراثت ہے اور اس وراثت کے حق دار اہل علم ہیں۔
علم کا حصول جنت کا راستہ ہے۔
علم قابل رشک ہے۔
آسمان وزمین کی ہر چیز طلباء علم کیلئے دعا گو ہے۔
عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جسطرح چاند کی تمام ستاروں پر۔

**حقیقی طالب علم کا ایک انمول واقعہ :**

محمد بن سعید نے سرائے کے مالک سے کہا کہ اس مسافر کے بارے میں اپنے رب سے ڈرو۔ یہ بہت دور سے سفر کرکے اس ملک میں آیا ہے. اسے سرائے سے نہ نکالنا، یہ سخت بیمار ہے، غریب الوطن ہے، نہ جانے کتنے صحراء اور دریا عبور کرکے یہاں پہنچا ہے. اس کے آنے کا مقصد صرف تحصیل علم ہے سرائے کا مالک بولا! اچھا تو بقیی بن مخلد بہت دور سے یہاں آیا ہے محمد بن سعید نے کہا: ہاں ! بالکل ایسا ہی ہے یہ شخص زیادہ سے زیادہ احترام اور عزت کا مستحق ہے کیونکہ یہ حدیث کا عالم ہے تو کیا ایسے شخص کو بیماری کے عالم میں بے یارومددگار چھوڑا جاسکتا ہے۔

مالک نے کہا تمہاری بات درست ہے لیکن یہ شخص اس سرائے میں دو سال سے مقیم ہے میں نے اس سے آج تک کرایہ طلب نہیں کیا اب یہ سخت بیمار ہے خدشہ ہے کہ اگر یہ وفات پاگیا اور اس کا جنازہ میری سرائے سے نکلا تو لوگ سرائے کو منحوس سمجھیں گے اور اس میں قیام کرنا بند کردیں گے اور اگر تم کو اس شخص کی اصلیت معلوم ہو جائے تو تم میرے ساتھ یہ بحث و مباحثہ نہ کرتے تو لو اب اس کا کارنامہ بھی سنو ! یہ شخص بھیک مانگنے والوں کا روپ دھار کر نکل جاتا ہے لیکن ابن سعید تم ہنس کیوں رہے ہو؟ سرائے کا مالک احتجاج کرنے لگا۔

محمد بن سعید : یقیناً تم اس شخص کی عظمت سے ناواقف ہو۔

مالک : یہ جاننے کے بعد بھی کہ یہ روزانہ گداگری کیلئے نکلتا تھا, تم اس کی عظمت کے گن گانے چاہتے ہو
- محمد بن سعید : ہاں ! یہ شخص بڑی دور سے اپنے وطن اندلس کو چھوڑ کر یہاں علوم حدیث کے حصول کیلئے یہاں آیا اسکی آرزو ابو عبداللہ سے ملاقات تھی۔

مختصر یہ کہ ابو عبداللہ احمد بن حنبل کو حکومت نے گھر میں نظر بند کردیا ہے اور یہ شخص وہاں پر جاکر اور اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر شیخ احمد بن حنبل سے حدیث پڑھتا ہے۔

**سرائے کے مالک** نے کہا : جزاك اللہ اے ابن سعید ! تم نے تو میری آنکھوں سے لاعلمی کا پردہ اٹھا دیا ہے چلو اب اس مقدس طالب علم سے ملتے ہیں۔

بقیع بن مخلد اندلسی اپنے کمرے میں آکیلا لیٹا ہوا تھا بیماری کی وجہ سے وہ ناتواں ہو چکا تھا۔ اس کے ارد گرد کتابیں بکھری پڑی تھیں۔ سرائے کامالک اس کے پاس بیٹھ گیااور اس کا دل لبھانے لگا۔ اچانک اس کی نظر کمرے کی کھڑکی سے باہر کے منظر پر پڑی حد نگاہ تک بازار سنسان نظر آیا. لوگوں کے بتانے پہ پتہ چلاکہ ابو عبداللہ احمد بن حنبل تشریف لا رہے ہیں۔ وہ احمد بن حنبل جو خلفاء وامراء کے محلات کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ مگر وہ اس سرائے میں مقیم ایک مریض کی تیمارداری کیلئے آرہے ہیں۔

اسی اثناء میں امام صاحب تشریف لائے اور مریض کو ارشاد فرمایا:

يا أبا عبدالرحمن أبشر بثواب الله، أعلاك الله إلى العافية.

اے ابو عبدالرحمٰن اللہ کے اجر وثواب سے خوش ہو جایئے اللہ آپ کو عافیت اور صحت دے۔

بعد میں بقیی بن مخلد اپنے وطن اندلس چلے گئے اور جاکر اس علم کو خوب سے خوب تر پھیلایا۔(۳۹)

## علم اور تزکیہ

علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرنا نہایت ہی ضروری ہے اس لیے کہ ایسا علم جو انسان کو نفع نہ دے تو ایسے علم سے ھادی اعظم جناب محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ إني أعوذبك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها)). (٤٠)

"اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے, اور اس دل سے جو ڈرے نہ, اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو, اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے"۔

اسی طرح بعض روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ إني أَسئَلُكَ علماً نافعاً ورزقاً طيباً وعملاً متقبلاً)). (٤١)

"اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم, قبول ہونے والے عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں"۔

ان دعاؤں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم نافع کا سوال کرنا چاہیے جو انسان میں اخلاص، عمل، دعوت و تبلیغ اور ضرورت پڑنے پر جہاد کیلئے تیار کرے۔

### ۱۔ علم اور خواہشات کی پیروی:

علم اور خواہشات کی اتباع اور پیروی دو متضاد چیزیں ہیں جنکو اللہ تعالی نے بڑے ہی واضح انداز میں قرآن مجید میں بیان کیا ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾(٤٢)

" اے نبی ﷺ ! فرما دیجئے کہ حقیقی ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے اور اگر آپ نے اپنے پاس علم آجانے کے باوجود ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا نہ مددگار "۔

علم تو نور وھادی ہے جو انسان کو جہالت وضلالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر اور خواہشات و شہوات کے آگے بند باندھتا ہے اور انسان کا تزکیہ کرتا ہے تاکہ یہ معاشرے کا وہ فرد بن جائے کہ جس کیلئے فرشتے اپنے پَروں کو بچھائیں اور آسمان وزمین کی ہر چیز اس کے لیے دعا گو ہو۔

**۲۔ایسا علم جس نے اس میں اخلاص نہ پیدا کیا اس کا انجام :**

قیامت کے دن اس شخص کو جہنم میں ڈالا جائے گا جس کے علم نے اس کا تزکیہ ہی نہ کیا یعنی اس کی نظروں میں دنیا ہی دنیا تھی آخرت بھول چکا تھا جیسا کہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

" کہ رب العالمین کی بارگاہ میں اس آدمی کو پیش کیا جائے گا جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن کی تلاوت کی ,اس کو بھی اللہ کی نعمتیں یاد دلائی جائیں گی۔ جب وہ اللہ کی نعمتوں کو جان جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے انکو کہاں استعمال کیا؟ تو جواب میں آدمی کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کیلئے قرآن کی تلاوت کرتا رہا تو اللہ تعالی فرمائے گا:

((كذبت و لكنك تعلمت العلم ليقال عالم و قرأت القرآن ليقال هو قاري فقد قيل)) (٤٣)

" کہ تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تو نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم اور قاری کہا جائے تو یہ تجھے دنیا ہی میں کہہ دیا گیا. " اللہ کے حکم سے اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

**۳۔علم اور عمل :**

ایسا علم جو انسان کو عمل کی طرف نہ لائے حلال و حرام کی پہچان نہ کروائے ,دنیا کی زیب وزینت کو عارضی نہ بتائے تو ایسا علم انسان کو تاریکیوں میں لے جاتا ہے۔

اسی لیے امام الانبیاء خاتم النبیین جناب محمد ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

((اللهم إني أعوذبك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها)). (٤٤)

" اے اللہ ! میں پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے ,اور اس دل سے جو ڈرے نہ ,اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو ,اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے "۔

اس دعا کی ترتیب بڑی زبردست ہے اگر غور کیا جائے کہ انسان کو ایسے علم کا کیا فائدہ جو فائدہ نہ دے مطلب یہ کہ عمل کی طرف راغب نہ کرے تاکہ عمل کرکے انسان اپنے آپ کو پاک و صاف کرے اس کے بعد ایسا دل جو ڈرے نہیں یعنی علم پر عمل کے ساتھ انسان میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے جبکہ بے عملی انسان میں خشیت الٰہی ختم کردیتی ہے۔

تیسرے نمبر پر ایسا نفس جو سیر نہ ہو یعنی طمع ,لالچ ,حرص کسی بھی وقت کسی چیز کو دیکھا تو رال ٹپکنی شروع ہوگئی کیونکہ یہ تب ہوگا جب بے عملی ہوگی اور جب بے عملی آئے گی تو خشیت الٰہی ختم ہوگی اور جب خشیت الٰہی بھی گئی تو ہر وقت انسان دنیا کے بنانے اور سنوارنے میں لگ جائے گا۔

آخر پر فرمایا: ایسی دعا جو قبول نہ کی جائے کہ اور یہ مرحلہ تب آتا ہے جب بندہ دنیا کا پجاری بن جائے خشیت الٰہی ہی ختم ہو جائے اور بے عملی کا راج ہو تو پھر بندہ سب کو بھول جاتا ہے حتی کہ اپنے آپ کو بھی فراموش کردیتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم)).(٤٥)

"تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو یا پھر قریب ہے کہ اللہ تعالی تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے پھر تم اس سے دعائیں کروگے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی"۔

یعنی جب دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے تہی دامن ہوگا تو اللہ دعاوں کو قبول نہیں کرے گا۔

لہٰذا علم کے حصول کے بعد عمل بہت ہی ضروری ہے کیونکہ اگر عمل نہ کیا جائے تو ایسا علم انسان کی تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى * قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا * قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى * وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى﴾(٤٦)

"جو شخص اللہ کے دین سے اعراض کرتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنا ترک کردیتا ہے اللہ تعالی اسے اس عملِ بد کا بدلہ دیتا ہے کہ ہر چہار جانب سے اسے تنگی گھیر لیتی ہے اور روزی کی کشادگی کے باوجود اس کا سکون و اطمینان چھن جاتا ہے اور مرنے کے بعد اس کی قبر بھی اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور برزخ کی طویل زندگی شقاوت بدبختی سے عبارت ہوتی ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھایا جائے گا اور جب اپنی اس حالت پر تعجب کرتے ہوئے اللہ سے سوال کریگا کہ اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں بنادیا, میں تو دنیا میں اور قبر سے اٹھنے تک آنکھوں والا تھا؟ تو اللہ تعالی اس سے کہیں گے کہ تم دنیا میں اس طرح آنکھیں رکھنے کے

باوجود دل کے اندھے تھے اور ہماری آیتوں کو ٹھکراتے تھے اسی لیے آج تم جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے اور کوئی تمہارا پرسان حال نہ ہوگا"۔(۴۷)

اسی وجہ سے اللہ تعالی نے انبیاء کے جو مقاصد بیان کیے ان میں ایک تزکیہ کرنا بھی ہے. ارشاد باری تعالی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴾(٤٨)

"وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انہی میں سے وہ اسکی آیات ان پر تلاوت کرتا ہے اور انکا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے تھے"۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں یزکیہم کی تفسیر میں :

" ويزكيهم اى يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ليزكوا نفوسهم ويتطهروا من الدنس والخبث الذى كانوا متلبسين في حال شركهم وجاهليتهم".(٤٩)

" ویزکیہم کا معنی ہے کہ وہ انہیں نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے روکتا ہے تاکہ وہ اپنا تزکیہ نفس کرتے ہوئے اس میل کچیل سے پاک ہو جائیں, جس میں زمانہ شرک و جاہلیت میں ملوث تھے"۔

مندرجہ بالا آیات توضیحات سے یہ بات ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اس علم کا کوئی فائدہ نہیں جب اس کے مطابق اپنی زندگی کو نہ ڈھالا جائے۔

الغرض ! درج بالا توضیحات سے علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم کتنا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ ہے لیکن اس سرمائے سے وہ شخص غافل ہے جو اس کی قدر نہیں کرتا اور اس کا تزکیہ نہ کرتا ہو۔

اس کا تزکیہ یہ ہے کہ علم صاحب علم میں احساس ذمہ داری پیدا کردے کہ وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کریں۔
اس کا علم اس کو عمل پر ابھارے, اس کی روشنی کو حتی المقدور پھیلائے اور اس کو گرد آلود کرنے سے بچائے اور یہ تب ہو سکتا ہے جبکہ اس کے تمام تر تقاضے پورے کیے جائیں تو اس کا تزکیہ خود بخود ہوتا رہے گا۔ واللہ اعلم

## *(References)*

(1).ابن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، 109/4

(2).الافریقی ابن منظور، لسان العرب، 12/416

(3).لوئیس معلوف، المنجد، ص:579

(4).الحضروی دیب، قاموس الالفاظ الاسلامیہ، ص:362

(5). مولانا وحید الزمان، قاموس الوحید، ص:1119

(6). البعلبکی ڈاکٹر روحی، المورد، ص:775

(7). ھیلین ورن، قاموس اکسفورڈ الحدیث، ص:422

(8). الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، ص:845

(9). ابن تیمیہ، مجموعہ فتاوی، 136/13

(10). جرجانی، کتاب التعریفات، ص:191

(11). امام غزالی، احیاء العلوم، 29/1

(12). مناوی، التوقیف، ص:246

(13). سورۃ العلق:1–5

(14). ملیح آبادی عبدالرزاق، العلم والعلماء، ص:34

(15). سورۃ آل عمران:164

(16). البیہقی ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبری، مکہ المکرمہ: مکتبہ دار الباز، 1414ھ، 1994ء، 280/8

(17). سید بن حسین العفانی، صلاح الامۃ فی علو الھمۃ، 144/1

(18). سورۃ النساء:113

(19). سورۃ طہ:114

(20). آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن، 247/23

(21). ابوعبداللہ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 41/4

(22). ابن قیم، مفتاح دار السعادۃ، 50/1

(23). سلیم بن عید الھلالی، بھجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین، 296/2

(24). سورۃ آل عمران:18

(25). ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین، تفسیر القرآن العظیم، 379/1

(26). ابوعبداللہ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 41/4

(27). غزالی، احیاء العلوم، 30/1

(28). محمد بن صالح العثیمین، کتاب العلم، ص:20

(29). سورۃ الزمر:9

(30). ڈاکٹر مرزوق بن سلیم، اثر العلم فی الدعوۃ الی اللہ تعالی، ص:25

(31). ابوداؤد: ح 3641

(32). ترمذی: ح2685

(33). ابن ماجہ: ح4112

(34). صحیح بخاری: ح73

(35). صحیح مسلم: ح6792

(36). سنن دارمی: ح360

(37) . ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص: 146

(38). الغزالی، احیاء العلوم، 7/1

(39). عبدالمالک مجاھد، سنہرے نقوش، ص: 233تا241، سیر اعلام النبلاء، 293/13-296

(40). صحیح مسلم: ح6906

(41). ابن ماجہ: ح925

(42). سورۃ البقرۃ: 120

(43). صحیح مسلم: ح4923

(44). صحیح مسلم: ح6906

(45). ترمذی: ح2129

(46). سورۃ طہ: 124–127

(47). ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، تیسیر الرحمن لبیان القرآن، 913/1

(48). سورۃ الجمعۃ: 2

(49). ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 424/1